© rasailojaraid.com

رینٹ اے کار...کے شرعی مسائل

مفتی وزیر احمد، جامعہ ضیائے مدینہ، ماہی والا، جمال چھپری، لیہ

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَ نِعْمَ اَجْرَ الْعَامِلِیْن ...

بعہد حاضر انسان کی بڑھتی ہوئی ضروریات اور ان کے حوالہ سے مختلف النوع ایجادات آسانیاں فراہم کرنے کے ساتھ ساتھ نئے مسائل بھی پیدا کر رہی ہیں۔ازمنہ قدیم کی ایجادات تقویٰ اور ورع کے حامل نفوس کے دامن کو چھوڑ کر جب ,,عجائب گھر،، کا راس المال بنتی ہیں۔تو اس وقت شرعی احکام کے ذیل میں استعمال ہونے والی قدیمی اصطلاحات بھی گھٹ کر رہ جاتی ہیں۔جب تک نئی ایجادات کے ساتھ جدید علمی تحقیقات واصطلاحات سامنے نہ آئیں اس وقت تک عملی زندگی کی سمت خمیدہ محسوس ہوتی ہے۔البتہ جو نام کے انسان ہیں وہ حلال وحرام کی پرواہ کئے بغیر ان کے استعمال سے لطف اندوز ہونا جان وروح کی تسکین تصور کرتے ہیں۔

متلاشیانِ حق !ہر دور میں جدید ایجادات کی سہولیات بہم فراہم کرنیوالوں سے بڑھ کر جدید تحقیقات سامنے لانے کے فریضہ کو سرانجام دینے کے لئے کوشاں رہتے ہیں۔اور اِس نہ ختم ہونے والے ایجادات کے سلسلہ کے اہم آہنگ ایسے اصول وضوابط بھی وضع کرتے ہیں جن کی روشنی میں شرعی حل تلاش کرنے میں ایک عام قاری کو مدد ملتی ہے۔اس کی واضح مثال ,,ٹرین،، بحری اور ہوائی جہاز یا پیدل، جانوروں کی پیٹھ اور سست رفتار کشتیوں پر سفر کرنے کی صعوبتوں سے بندوں کو جب چھٹکارا ملا۔تو معاً علماء کرام نے ان چیزوں کے متعلقہ پیش آنے والے مسائل کا شرعی حل بھی پیش کیا۔

لیکن جدید تحقیقات کے دائرہ ءظرف میں اس قدر وسعت ہے جو پر ہونے والی نہیں۔جس قدر نئی تحقیقات فراہم کی جائیں اسی قدر مزید ایجادات کے باعث اور تحقیقات کی گنجائشیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ جیسا کہ صناعوں کی جدید صناعی کی متنوع صورتوں کو عقد اجارہ،عقد استصناع ،امانت ،وکالت اور دیگر اصطلاحات کے جامہا میں ملبوس کرنے کی اشد ضرورت ہے۔تا کہ ایک محلّہ کا امام اپنے عام ہنرمند و صنعت کار مقتدی کو اس کے کاروبار سے متعلق امور میں شریعت کے اصولوں کے مطابق رہنمائی فراہم کر سکے تا کہ اس کا کاروبار اپنے تمام تر گوشوں میں شرعی اصولوں کے تابع ہو کر ذریعہ رزقِ حلال بن سکے جدید مشینی دور میں انسانوں نے ضروریات کی تکمیل کی خاطر اپنے لئے جو سہولیات پیدا کر لی ہیں ان

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

میں قابل ذکر سہولت ہر قسم کی گاڑیوں کی کرایہ پر (بصورت ''رینٹ اے کار'') دستیابی بھی ہے۔ ہر ملک کے باشندوں کو موٹر سائیکل، رکشا، کار، کھدائی کا کام دینے والی مشینیں اور ہیلی کاپٹر و ہوائی جہازوں تک کا مستاجری پر ملنا اب امر دشوار نہیں رہا۔ مین شاہراہوں پر رینٹ ،اے موٹر سائیکل ...رینٹ اے رکشا...رینٹ اے کار... کے سائن بورڈ کی تنصیبات نمایاں طور پر دیکھنے کو ملتی ہیں۔

مؤخر الذکر اشیاء! موجر مستاجر کو جب مستاجری پر دیتا ہے تو متعاقدین کے مابین مظنون حادثات سے ہونے والے نقصان کی تلافی اور دیگر روپزیر ہونے والے واقعات کے تحت جو شرائط طے کی جاتی ہیں اور اصول وضع کئے جاتے ہیں بیشتر ان میں سے نادرست اور قابلِ اصلاح ہیں۔ کرایہ پر دی جانے والی گاڑیوں کے مروجہ طریقہائے کار میں ضرورتوں کے لحاظ اور مستاجروں کی حاجات کے اعتبار سے بہت تنوع ہے۔ لہذا بالعموم وہ معروف و معمول بہا وجوہ ذکر کی جاتی ہیں جن میں ,,فقہ اسلامی،، کی رو سے فساد اور سقم ہے۔

مختلف النوع گاڑیوں کے مالک بعض کمپنیوں، اسکولوں، الیکشن کے مواقع پر سیاستدانوں، نجی کاروباریوں اور ہر قسمی ضروریات کے موقع پر حاجت مند لوگوں کو مستاجری پر درج ذیل شرائط کے تحت گاڑیاں فراہم کرتے ہیں۔

۱۔ گاڑی لے جانے کے بعد تادم واپسی گاڑی کی ہر قسمی فنی خرابی یا قلیل المقدار گاڑی کا جو نقصان ہوگا، گاڑی کے چلنے سے جو پرزے گھسنے سے تبدیل کرنے پڑیں گے وہ مستاجر کے ذمہ ہوں گے۔

۲۔ گاڑی کو ہر قسمی پیش آنے والے حادثات اور بھاری نقصانات کا تاوان مستاجر دیگا۔

(بعض اوقات کم مقدار کے نقصان اور گاڑی کا کام مستاجر کے ذمہ کرایہ کے ذیل میں لگایا جاتا ہے۔ زیادہ کام اور نقصان مالک کے سپرد کیا جاتا ہے۔)

۳۔ مستاجر نے گاڑی اگر کسی اہم پرزہ کے خراب اور شکستہ ہونے کے باعث متعدد ایام ورکشاپ پر ٹھیک کرنے کے لیے کھڑی کردی تو ان دنوں کے کرایہ کی منہائی بھی اُسی کے ذمہ ہوگی۔

نیز کبھی طویل المیعاد کرایہ پر دی جانے والی گاڑیوں کی واپسی کی مدت مجہول رکھی جاتی ہے۔ اور موجر، مستاجر کا باہم تعلق و واسطہ بہت زیادہ ہو تو پھر بعض اوقات ,,کرایہ،، کا ذکر بھی نہیں کیا جاتا۔

حالانکہ مندرجہ بالا شرائط اور وجوہ کے ذیل میں کرایہ پر دی جانے والی گاڑیوں کا یوں معاملہ طے کرنا ,,اجارہ فاسدہ،، ہے۔ جسے ختم کرنا اجر و مستاجر پر لازم و ضروری ہے۔

شرط اول: اس شرط کے تحت یہ طے کرنا کہ ,,بالعموم یا قلیل المقدار گاڑی کا جو نقصان ہوگا یا گاڑی کے زیادہ چلنے سے جو پرزے گھسنے سے چینج کرنے پڑیں گے وہ مستاجر کے ذمہ ہوں گے،، یہ شرط ،، عقد

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اجارہ،،کواس لیے فاسد کردیتی ہے کہ کرایہ دوچیزیں ٹھہرائی جارہی ہیں۔ ا۔نقدی ۔۲۔گاڑی میں پیدا ہونے والی فنی خرابی کو دور کرانا۔

گویا کہ دوسری چیز بھی کرایہ ہے جو کہ نامعلوم ہے۔کیونکہ گاڑی کا کس قدر کام کرانا پڑیگا؟اور اس کے کتنے پرزے گھس جائیں گے؟جو تبدیل کرنے پڑیں گے۔یہ سب چیزیں مجہول ہیں۔جب اجارہ مجہول ہوتو عقد اجارہ فاسد ہوتا ہے۔

چنانچہ علامہ علاءالدین حصکفی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

تَفْسُدُ الْإِجَارَةُ بِالشُّرُوْطِ الْمُخَالِفَةِ لِمُقْتَضَى الْعَقْدِ فَكُلُّ مَا أَفْسَدَ الْبَيْعَ مِمَّا مَرَّ يُفْسِدُهَا... كَطَعَامِ عَبْدٍ وَعَلَفِ دَابَّةٍ وَمَرَمَّةِ الدَّارِ أَوْ خَرَاجٍ أَوْ مُؤْنَةِ رَدِّ أَشْبَاهُ

مقتضائے عقد کے خلاف شرطوں سے عقدِ اجارہ فاسد ہوجاتا ہے۔لہذا جو شرطیں بیع کو فاسد کرتی ہیں وہ اجارہ کو بھی فاسد کردیں گی۔مثلاً غلام یا جانور کرایہ پرلیا اور یہ شرط ہے کہ غلام کا کھانا اور جانور کو گھاس مستاجر دیگا۔یوں ہیں مکان کرایہ پر دیا اور ساتھ یہ شرط لگائی کہ اس کی مرمت یا مکان کا ٹیکس وغیرہ مستاجر کے ذمہ ہے۔(تنویرالابصار،درمختار مع شامی:۳۲/۵،مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

علامہ کاسانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

وَلَوِ اسْتَأْجَرَ عَبْدًا بِأَجْرٍ مَعْلُوْمٍ وَبِطَعَامِهِ أَوِ اسْتَأْجَرَ دَابَّةً بِأَجْرٍ مَعْلُوْمٍ وَبِعَلْفِهَا لَمْ يَجُزْ لِأَنَّ الطَّعَامَ أَوِ الْعَلَفَ يَصِيْرُ أُجْرَةً وَهُوَ مَجْهُوْلٌ فَكَانَتِ الْأُجْرَةُ مَجْهُوْلَةً.....

اوراگر ایک آدمی نے غلام اجرت معلوم اور (اپنے پاس غلام مستاجری پر رکھنے کے دوران) کھانا بھی دینے پرلیا یا جانور کرایہ معلوم اور اسے گھاس کھلانے پرلیا تو جائز نہیں ہوگا۔کیونکہ اس طرح طعام اور چارہ بھی اجرت ٹھہریں گے اور وہ مجہول ہے تو لہذا اجرت مجہول ٹھہری۔(بدائع الصنائع،۴۸/۴،مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ وَالْحِيْلَةُ أَنْ يَزِيْدَ فِي الْأُجْرَةِ قَدْرَ الْعَلَفِ ثُمَّ يُوَكِّلُهُ رَبُّهَا بِصَرْفِهِ إِلَيْهَا

،،اس میں حیلہ یہ ہے کہ اجر گھاس (کے خرچ) کی مقدار اجرت زائد طے کرلے پھر وہ مستاجر کو اس جانور کے چارہ میں صرف کرنے کا وکیل بنالے،،۔(فتاویٰ شامی:۳۲/۵،مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

مندرجہ بالا تصریحات کی رو سے گاڑی میں پیدا ہونے والے نقصان کی ذمہ داری کرایہ کی ذیل میں مستاجر پر بطور شرط عائد کرنا صحیح نہیں ہے۔بلکہ اس کے ذمہ فقط نقدی یا کوئی اور چیز جو کرایہ کی مد میں مقرر کی گئی لازم ہوگی۔خراب گاڑی ٹھیک کرانا مستاجر پر ضروری نہیں۔البتہ اس میں یہ گنجائش ہے کہ گاڑی کے متوقع نقصان کو پیش نظر رکھتے ہوئے کرایہ زیادہ مقدار میں مقرر کیا جائے تاکہ گاڑی کا مالک ممکنہ حد تک

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

خسارے سے محفوظ رہے۔

رہا یہ سوال کہ اگر دوران سفر گاڑی معمولی فنی خرابی کی بنا پر چلنے سے راستہ میں بند ہو جائے اور اصل مالک سیکڑوں کلومیٹر دور ہو یا پھر اس کی کثیر تعداد میں گاڑیاں اس طرح کرایہ پر ہوں تو اس کا ہر گاڑی کو خود جا کر کے ٹھیک کرانا باعث تکلیف وحرج ہو تو اب اس کے لیے ضرورت کی بنا پر یہ حیلہ ہے ,,مستاجر کو گاڑی ٹھیک کرانے کی ذمہ داری وکالتاً سونپ دے اور مناسب موقع پر اس کا بل اسے دیدے،، یا پھر ماورائے شرط کے مستاجر تبرع کی صورت میں گاڑی اپنی طرف سے ٹھیک کرالے۔ البتہ تصرف بے جا کی صورت میں اگر گاڑی کا کوئی نقصان ہو جائے تو اسکی تفصیل آگے مذکور ہے۔

شرط دوم: یہ شرط بھی مفسد عقد اجارہ ہے۔ کیونکہ ہر وہ شرط جس کا عقد مقتضی نہ ہو تو وہ شرط عقد اجارہ کو فاسد کر دیتی ہے۔ چونکہ کرایہ پر حاصل کرنے والے لوگوں کے ہاں گاڑیاں بطور امانت ہوتی ہیں اور امانت میں بلا تعدی ہونے والے نقصان کا ذمہ دار امانت دار نہیں ہوتا، البتہ تصرف بے جا کی صورت میں ہونے والے نقصان کا وہ ضامن ہوگا۔ اور حتی الامکان امانت کی حفاظت اور نگہداشت اس پر ضروری ہوگی۔

شرط سوم: کی رو سے ,,گاڑی جتنے روز خراب ہونے پر رُکی رہے گی ان دنوں کے کرایہ لاگو کرنے کی شرط عائد کرنا صحیح ہے نہ کرایہ وصول کرنا درست ہے۔

علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

فِی الْبَزَّازِیَّةِ اِسْتَأْجَرَ عَبْدًا لِلْخِدْمَةِ فَمَرِضَ الْعَبْدُ اِنْ کَانَ یَعْمَلُ دُوْنَ الْعَمَلِ الْاَوَّلِ لَهُ خِیَارُ الرَّدِّ فَاِنْ لَمْ یَرُدَّ وَتَمَّتْ الْمُدَّةُ عَلَیْهِ الْاَجْرُ وَاِنْ کَانَ لَا یَقْدِرُ عَلَی الْعَمَلِ أَصْلاً لَا یَجِبُ الْأَجْرُ

بزازیہ میں ہے۔ ایک آدمی نے غلام کرایہ پر (کام کے لیے) لیا پھر وہ غلام بیمار ہو گیا اگر (مرض کی وجہ سے) پہلے کی طرح کام نہیں کر سکتا تو مستاجر کو غلام واپس کرنے کا اختیار ہوگا۔ اور اگر واپس نہ کیا اور مدت مکمل ہوگئی تو پھر اس پر اجرت لازم ہوگی۔ ہاں اگر بالکل کام نہیں کر سکتا تو پھر اجرت لازم نہیں۔ (فتاویٰ شامی: ۵۴/۵، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

مدت اور اجارہ کا عدم الذکر۔

گاڑی کی واپسی کا وقت مقرر نہ کرنا بھی شرعی لحاظ سے نادرست ہے۔ بلکہ یہ شرط بھی اس معاملہ کے لیے مفسد ہے۔

علامہ نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وَفِيْ اِجَارَةِ الدَّوَابِّ لَا بُدَّ مِنْ بَيَانِ الْمُدَّةِ أَوْ الْمَكَانِ فَإِنْ لَمْ يُبَيِّنْ أَحَدَهُمَافَسَدَتْ

چوپایوں کے کرایہ میں مدت یا مکان کا بیان کرنا ضروری ہے ورنہ اجارہ فاسد ہوگا۔ (فتاویٰ ہندیہ: ۴۴۰/۴: بیروت لبنان)

اجر اور مستاجر کا تعلقات کی بنا پر کرایہ متعین نہ کرنا عقد اجارہ کے فساد کا موجب ہے۔ چونکہ جہالت سے اجارہ فاسد ہو جاتا ہے۔ اور اس کی مختلف صورتیں ہیں۔

۱۔ جو چیز اجرت پر دی جائے وہ مجہول ہو۔

۲۔ منفعت کی مقدار مجہول ہو۔

یعنی مدت بیان نہیں کی مثلاً گاڑی کتنے دنوں کے لیے کرایہ پر دی۔ یا اجرت مجہول ہو یعنی یہ بیان نہیں کیا ,,کرایہ کیا ہوگا،، یا کام مجہول ہو یعنی یہ تصریح نہیں کی کہ کیا کام لیا جائیگا مثلاً گاڑی کرایہ پر لی اور یہ نہیں بتایا کہ بار برداری کے لیے ہے یا سواری کے لیے۔

علامہ ابن نجیم مصری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

وَشَرْطُهَاأَنْ تَكُوْنَ الْأُجْرَةُ وَالْمَنْفَعَةُ مَعْلُوْمَتَيْنِ لِأَنَّ جَهَالَتَهُمَاتُفْضِيْ اِلَى الْمُنَازَعَةِ

اور (صحت) اجارہ کے لیے اجرت اور منفعت کا معلوم ہونا شرط ہے، کیونکہ ان دونوں کی جہالت باعث فساد ہے۔ (بحر الرائق: ۵۰۷/۷: مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

علامہ مرغینانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

,,وَلَاتَصِحُّ حَتّٰى تَكُوْنَ الْمَنَافِعُ مَعْلُوْمَةً وَالْأُجْرَةُ مَعْلُوْمَةً لِمَارَوَيْنَاوَلِأَنَّ الْجَهَالَةَ فِي الْمَعْقُوْدِعَلَيْهِ وَبَدَلِهِ تُفْضِيْ اِلَى الْمُنَازَعَةِ كَجَهَالَةِ الثَّمَنِ وَالْمُثَمَّنِ فِي الْبَيْعِ،،

,,اجارہ صحیح نہیں ہوتا حتیٰ کہ منافع معلوم ہوں اور اجرت معلوم ہو۔ اس حدیث کی وجہ سے جو ہم نے روایت کی۔ نیز اس لئے کہ معقود علیہ (منفعت) اور اس کے بدل میں لاعلمی سے (فریقین کے درمیان) نزاع پیدا ہوگا۔ جیسا کہ بیع میں مبیع اور ثمن کا مجہول ہونا،،۔ (ہدایہ: ۲۹۶/۳: مکتبہ رحمانیہ لاہور)

گاڑی کا کرایہ بجائے نقدی کے اگر منفعۃ بالمنفعۃ ہو؟۔

اجارہ کے سلسلہ میں جس چیز کا وقوع کثرت سے ہے وہ یہ ہے کہ ,,گاڑی کا کرایہ نقدی یا ادھار کی صورت میں اجر کو دیا جاتا ہے البتہ کبھی موجر اور مستاجر ایک دوسرے کی سہولت مدنظر رکھتے ہوئے بجائے نقدی کے کرایہ کا معاملہ یوں طے کرتے ہیں کہ ,,موجر مستاجر کو کہتا ہے کہ آج تم ہماری گاڑی لے جاؤ اور فلاں تاریخ کو اپنی گاڑی مجھے دے دینا۔ جتنے وقت کے لیے تم ہماری گاڑی استعمال کروگے اتنا وقت ہم بھی تمہاری گاڑی سے کام لیں گے،، اگر وقت مقرر پر مستاجر اپنی گاڑی کرایہ کی مد میں موجر کو نہ دے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تو پھر اجر تقاضہ بھی کرتا ہے کہ جب ہم نے اسی معاہدہ پر اپنی گاڑی دی تھی تو اس نے کیوں نہیں دی۔

حالانکہ نقدی اور ادھار کی صورت میں اگر کرایہ کے پیسے مقرر نہ کیے ہوں بلکہ کرایہ ,,منفعت بالمنفعت،، ٹھہرایا جائے تو پھر اس میں یہ شرط ہے کہ منفعت ہم جنس کی نہ ہو (یعنی جس قسم کی گاڑی دی گئی اسی نوعیت کی گاڑی سے نفع اٹھانا) اجارہ طے نہ کیا جائے بلکہ مستاجرہ گاڑی کی جنس کے علاوہ گاڑی چلانے کا اجارہ طے کیا جائے۔ چونکہ اس صورت میں ,,رباء النسیہ،، بن جائیگا جو کہ حرام ہے۔ لہذا کار کے عوض کار، جیپ کے عوض جیپ، بس کے بدلے بس، ٹریکٹر کے بدلے ٹریکٹر مذکورہ بالا طریقہ کے مطابق ایک دوسرے کے نفع کے بدلے نفع اٹھانے کے لیے دینا درست نہیں ہے۔ البتہ جنس بدل جائے تو کوئی مضائقہ نہیں یعنی کار دی اور جیپ لی، ٹریکٹر دیا اور وین لی، علی ہذا القیاس جس قسم کی گاڑی دی بطور کرایہ اسی قسم کی گاڑی سے نفع اٹھانا طے نہیں پایا بلکہ اور قسم کی گاڑی چلانا طے ہوا تو عدم جواز نہیں ہوگا۔ البتہ ماڈل بدلنے کی صورت میں جنس مختلف نہیں ہوگی۔

علامہ علاء الدین حصکفی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

اِجَارَۃُ الْمَنْفَعَۃِ بِالْمَنْفَعَۃِ تَجُوْزُ اِذَا اخْتَلَفَا جِنْسًا کَاسْتِئْجَارِ سُکْنٰی دَارٍ بِزِرَاعَۃِ اَرْضٍ وَاِذَا اتَّحَدَا لَا تَجُوْزُ کَاِجَارَۃِ السُّکْنٰی بِالسُّکْنٰی وَاللُّبْسِ بِاللُّبْسِ وَالرُّکُوْبِ وَنَحْوِ ذٰلِکَ لِمَا تَقَرَّرَ اَنَّ الْجِنْسَ بِاِنْفِرَادِہٖ یُحَرِّمُ النَّسَاءَ فَیَجِبُ اَجْرُ الْمِثْلِ بِاسْتِیْفَاءِ النَّفْعِ کَمَا مَرَّ لِفَسَادِ الْعَقْدِ.....

کرایہ بجائے عین کے منفعت بالمنفعت ٹھہرانا اس شرط کے تحت جائز ہے۔ جب دونوں منافع کی جنس مختلف ہو۔ مثلاً مکان میں رہائش کا کرایہ زمین کی کاشت مقرر کیا۔ اور جب دونوں کی جنس متحد ہو تو پھر جائز نہیں اس کی مثال مکان میں رہنے کا کرایہ (مستاجر اپنے مکان) میں (موجر) کی سکونت ٹھہرائی اور لباس پہننے کا اجارہ لباس پہننا متعین کیا اور (سواری پر سوار ہونے کا کرایہ مستاجر نے موجر کے لیے) اپنی سواری پر سوار ہونے کو طے کیا اور اس کی مثل بھی جائز نہیں۔ یعنی بالعموم کسی بھی چیز کی منفعت پر اسکی جنس کی منفعت اجارہ ٹھہرانا جائز نہیں۔

کیونکہ اگر جنس ایک ہو تو پھر ادھار حرام ہے۔ لہذا اگر کسی آدمی نے ایک چیز کے منافع حاصل کر لیے تو بجائے اسی جنس کے منافع سے موجر کو نفع اندوز ہونے کے اس پر اجارہ مثلی واجب ہوگا فساد عقد کی وجہ سے۔ جیسا کہ گذر چکا ہے۔ (درمختار مع شامی، ۴۳/۵، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

وَمُعَاوَضَۃُ الْبَقَرِ بِالْبَقَرِ فِی الْاَکْدَاسِ لَا تَجُوْزُ لِاتِّحَادِ الْجِنْسِ وَالْبَقَرِ بِالْحَمِیْرِ یَجُوْزُ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

لِاخْتِلَافِ الْجِنْسِ

کٹی ہوئی کھیتی کو جمع کرنے اور ڈھیر لگانے کے لئے بیل کے عوض بیل (لینا، دینا) جنس کے متحد ہونے کی وجہ سے جائز نہیں البتہ بیل کے بدلے گدھا جائز ہے کیونکہ جنس مختلف ہے۔ (فتاویٰ شامی: ۴۳/۵، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

علامہ مرغینانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

وَاِنْ اسْتَاجَرَهَا لِيَزْرَعَهَا بِزِرَاعَةِ اَرْضٍ اُخْرٰى فَلَاخَيْرَ فِيْهِ وَ قَالَ الشَّافِعِيُّ هُوَ جَائِزٌ وَعَلٰى هٰذَا الْاِجَارَةُ بِالسُّكْنٰى بِالسُّكْنٰى وَاللُّبْسِ بِاللُّبْسِ وَالرُّكُوْبِ بِالرُّكُوْبِ لَهُ اَنَّ الْمَنَافِعَ بِمَنْزِلَةِ الْاَعْيَانِ حَتّٰى جَازَتِ الْاِجَارَةُ بِاُجْرَةِ دَيْنٍ وَلَايَصِيْرُ دَيْنًا بِدَيْنٍ وَلَنَا اَنَّ الْجِنْسَ بِانْفِرَادِهٖ يُحَرِّمُ النَّسَاءَ عِنْدَنَا فَصَارَ كَبَيْعِ الْقُوْهِيِّ بِالْقُوْهِيِّ نَسِيْئَةً وَاِلٰى هٰذَا اَشَارَ مُحَمَّدٌ وَلِاَنَّ الْاِجَارَةَ جُوِّزَتْ بِخِلَافِ الْقِيَاسِ لِلْحَاجَةِ وَلَاحَاجَةَ عِنْدَ اتِّحَادِ الْجِنْسِ بِخِلَافِ مَااِذَا اخْتَلَفَ جِنْسُ الْمَنْفَعَةِ

اگر مستاجر نے زمین کرایہ پر لی تا کہ اس میں بوائی دوسری زمین کی بوائی کے عوض کرے تو اس میں خیر نہیں ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ جائز ہے اور اسی اختلاف پر رہائش کا اجارہ، رہائش، پہننے کا اجارہ، پہننا اور سواری کا اجارہ، سواری کے عوض۔ (احناف کے نزدیک جائز نہیں اور شوافع کے ہاں جواز ہے۔)

امام شافعی کی دلیل یہ ہے کہ منافع بمنزلہ اعیان کے ہیں یہاں تک کہ اجارہ اجرت دین پر جائز ہے اور دین کا عوض دین سے نہیں ہوتا۔ ہماری دلیل یہ ہے کہ تنہا جنس ادھار کو حرام کر دیتی ہے۔ پس یہ قوہستانی کپڑے کو قوہستانی کپڑے کے عوض ادھار فروخت کرنے کی طرح ہو گیا، امام محمد نے اسی کی طرف اشارہ کیا ہے اور اس لیے کہ اجارہ کو خلاف قیاس صرف ضرورت کی وجہ سے جائز رکھا گیا ہے اور اتحاد جنس کے وقت کوئی ضرورت نہیں ہے بخلاف اس کے جب جنس منفعت مختلف ہو۔ (ہدایہ: ۳۰۹/۳، مکتبہ رحمانیہ لاہور)

البتہ تبرع کی صورت میں ایک جنس کی اشیاء کا ایک دوسرے سے لین دین جائز ہے۔

جس کام کے لئے گاڑی کرایہ پر منگوائی اگر اس کا تعطل ہو جائے۔

کبھی ایسا بھی ہو جاتا ہے کہ جس مقصد کے تحت گاڑی مستاجری پر لی جاتی ہے وہ غرض فوت ہو جاتی ہے۔ مثلاً ,,بارات،، لے جانے کے لیے گاڑی کرایہ پر منگوائی تھی اور ہنوز بارات روانہ بھی نہیں ہوئی کہ دولھا یا دلھن فوت ہو گئی۔ الیکشن کے مواقع پر کثیر تعداد میں گاڑیاں بک کروائیں اور ادھر پارٹی کا سرپرست مرنے سے الیکشن ملتوی ہو گیا۔ ایسے ہی مریض کو ہسپتال لے جانے کے لیے گاڑی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

منگوائی اور مریض وفات پا گیا۔طویل المیعاد پر اسکول یا کسی اور ادارے نے گاڑیاں کرایہ پر حاصل کر رکھی تھیں اچانک ادارہ بند ہو گیا۔غرضیکہ زندگی کے روزمرہ معمولات میں ایسا ہونا کوئی بعید نہیں تو اب! ان حالات کے پیش نظر موجر کا مستاجر کو گاڑی اپنے پاس رکھنے پر مجبور کرنا ضرر ہے اور اسی کے تحت اسے اجرت دینے پر مجبور کرنا ظلم اور سنگدلی ہے۔جب کہ ایسے مواقع پر فسخ اجارہ کا جواز ہے۔

علامہ مرغینانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

وَتُفْسَخُ الْإِجَارَةُ بِالْأَعْذَارِ عِنْدَنَا وَقَالَ الشَّافِعِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ لَاتُفْسَخُ إِلَّا بِالْعَيْبِ لِأَنَّ الْمَنَافِعَ عِنْدَهُ بِمَنْزِلَةِ الْأَعْيَانِ حَتّٰى يَجُوْزَ الْعَقْدُ عَلَيْهَا فَأَشْبَهَ الْبَيْعَ وَلَنَا أَنَّ الْمَنَافِعَ غَيْرُ مَقْبُوْضَةٍ وَهِيَ الْمَعْقُوْدُ عَلَيْهَا فَصَارَ الْعُذْرُ فِي الْإِجَارَةِ كَالْعَيْبِ قَبْلَ الْقَبْضِ فِي الْبَيْعِ فَتَنْفَسِخُ بِهِ إِذِ الْمَعْنٰى يَجْمَعُهُمَا وَهُوَ عَجْزُ الْعَاقِدِ عَنِ الْمُضِيِّ فِي مُوْجِبِهِ إِلَّا بِتَحَمُّلِ ضَرَرٍ زَائِدٍ لَمْ يَسْتَحِقَّ بِهِ وَهٰذَا هُوَ مَعْنَى الْعُذْرِ عِنْدَنَا

ہمارے ائمہ کرام کے نزدیک عذروں (مجبوریوں) کی بنا پر اجارہ فسخ کیا جائے گا۔امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ,,اجارہ فسخ نہیں کیا جائے گا۔بجز اس کے کہ عیب پیدا ہو جائے۔اور ان کی دلیل یہ ہے کہ ,,منافع بمنزلہ اعیان کے ہیں یہاں تک کہ ان پر عقد جائز ہے۔تو منافع بیع کے مشابہ ہو گئے،،اور ائمہ احناف کی دلیل یہ ہے۔,,منافع غیر مقبوض ہیں اور معقود علیہ بھی وہی ہیں تو اجارہ میں عذر ہو گیا جیسا کہ بیع میں قبضہ سے قبل عیب پیدا ہو جائے تو بوجہ عذر اجارہ فسخ کیا جا سکتا ہے۔کیونکہ سبب دونوں کو جامع ہے اور وہ سبب یہ ہے کہ ,,عاقد کا موجب عقد میں عمل سے گذرنا ہے مگر ضرر زائد اور مزید نقصان اٹھانے کی صورت میں جس کا استحقاق اس سے نہیں ہوا۔اور ہمارے ائمہ احناف کے نزدیک عذر کا معنیٰ یہی ہے۔

(ہدایہ ۳/۳۱۷، مکتبہ رحمانیہ لاہور)

علامہ برہان الدین اس کی مثال بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وَهُوَ كَمَنْ ...اِسْتَاجَرَ دَابَّةً لِيُسَافِرَ عَلَيْهَا ثُمَّ بَدَا لَهُ مِنَ السَّفَرِ فَهُوَ عُذْرٌ لِأَنَّهُ لَوْ مَضٰى عَلٰى مُوْجِبِ الْعَقْدِ يَلْزَمُهُ ضَرَرٌ زَائِدٌ لِأَنَّهُ رُبَّمَا يَذْهَبُ لِلْحَجِّ فَذَهَبَ وَقْتُهُ أَوْ لِطَلَبِ غَرِيْمِهِ فَحَضَرَ أَوْ لِلتِّجَارَةِ فَافْتَقَرَ وَإِنْ نَدَا لِلْمُكَارِيْ فَلَيْسَ ذٰلِكَ بِعُذْرٍ.....

کسی آدمی نے سفر کرنے کے لیے جانور کرایہ پر لیا پھر (معقول عذر کی بنا پر) اس کی رائے بدل گئی تو یہ عذر ہے کیونکہ اگر وہ موجب عقد پر گذرتا ہے تو اسے ضرر زائد اور اضافی نقصان لازم ہوگا۔کیونکہ ممکن ہے کہ اس نے (ادائیگی) کے لیے سواری منگوائی ہو اور حج کا وقت چلا گیا ہو یا قرض دار کی طلب کے لیے سواری منگوائی تھی اور وہ (اس کے پاس) موجود ہو گیا، یا تجارت کی غرض کے لیے سواری منگوائی اور خود

☆الاتعلم ان فی الناس من فقد عقلہ ،اوصحتہ،اوھو محبوس او مشلول اومیتھی .☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نادر ہوگیا۔ یہ سب ایسے عذر ہیں جنکی بناپر اجارہ فسخ کیا جائیگا۔ البتہ موجر کی رائے بدلنا فسخ اجارہ کے لیے عذر نہیں۔ (ایضاً)

علی ہذاالقیاس: گاڑی بارات کے ساتھ لے جانے کے لیے کرایہ پر منگوائی تھی کہ دولھا یا دلھن کی وفات ہوگئی یا اچانک انتظامیہ نے انہیں کسی جرم کی پاداش میں گرفتار کرلیا، یا پارٹی کے صدر کے مرنے سے الیکشن ملتوی ہوگیا، خسارہ کی بناپر ادارہ چلانا ممکن نہیں رہا۔ تو ان سب صورتوں میں فسخ اجارہ جائز ہے۔

مستاجر مستاجرہ گاڑی پر کتنا وزن اور سواریاں سوار کرسکتا ہے؟۔

کرایہ پر لی جانے والی گاڑی کی دوسری صورت یہ ہے ,,گاڑی کا مالک ڈرائیونگ خود کررہا ہے۔ یا مالک کی طرف سے ڈرائیور مختص ہے،، اس طرح کرایہ پر لی جانے والی گاڑی اور مقدم الذکر صورتوں کے احکام ایک دوسرے سے قدرے مختلف ہیں اس لیے ان کو ایک دوسرے پر قیاس نہیں کرنا چاہیے۔ چونکہ مالک یا اس کی طرف سے متعین کوئی آدمی گاڑی چلانے والا ہو تو پھر مستاجر گاڑی کے ہر قسمی نقصان سے بری الذمہ ہوتا ہے، نہ اجر نقصان کے تاوان کا مستاجر سے مطالبہ کرسکتا ہے۔ بلکہ مستاجر بجز کرایہ کے گاڑی کے ہر قسمی نقصان سے بری ہوتا ہے۔ بشرطیکہ وزن کی مقدار میں ایسی تعدی نہ کی ہو جس سے گاڑی مالک یا ڈرائیور بے خبر ہو۔ کرایہ کی گاڑی پر سواریوں کی تعداد اور وزن لادنے کی تحدید کی بابت اصح یہ ہے کہ ,,عقد اجارہ،، کے وقت موجر اور مستاجر سواریوں کی تعداد اور وزن کی مقدار متعین کرلیں تاکہ بعد میں نزاع نہ ہو اور گاڑی میں ہونے والے نقصان کا تاوان بھی مستاجر پر عائد نہ کیا جائے۔

جب متعاقدین سفر کرنے والے لوگوں اور وزن کی مقدار متعین کرلیں گے بعد ازاں مستاجر کو مزید سواریوں کے سوار کرنے یا وزن لادنے کا جواز ہوگا نہ اجر کو متعین سواریوں کی تعداد اور وزن کی بیان کردہ مقدار لادنے کے منع کرنے کا حق ہوگا۔ اگر متعاقدین نے بوقت عقد اجارہ یہ چیزیں بیان نہ کیں تو پھر مستاجر کو معتاد سواریوں اور مروجہ وزن سے زائد لادنے کا جواز نہیں ہوگا بلکہ وزن لادنے اور سواریوں کے سوار ہونے کے وقت متعاقدین کے مابین اگر اختلاف ہوجائے تو پھر ایسا عقد اجارہ فسخ کیا جائیگا۔ غیر معتاد سواریوں اور وزن لادنے کے باعث اگر گاڑی کا نقصان ہوجائے تو پھر مستاجر پر ضمان وتاوان ہوگا۔ البتہ مروجہ سواریوں اور وزن سے تجاوز نہ کیا اور گاڑی میں خرابی پیدا ہوگئی تو پھر مستاجر پر چٹی نہیں ہوگی۔

جب گاڑی کے مالک اور ڈرائیور سے مخصوص شہر، مسافت کی مقدار اور مخصوص نوعیت کے راستہ پر سفر کرنا بیان ہوجائے گا تو اس کے بعد مستاجر راستہ تبدیل کرواسکتا ہے نہ کسی اور شہر میں اسی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

عقد اجارہ کے ذیل میں گاڑی لے جانے کا مجاز ہے۔اگر مزید سفر کریگا یا کسی اور شہر میں جانے کا ارادہ کریگا تو پھر اس سفر کے لیے ,,جدید عقد اجارہ،، کریگا۔اگر نئے سرے سے معاملہ طے کئے بغیر گاڑی کہیں لے جائیگا تو پھر ,,اجرت مثلی دے گا،،گاڑی کا مالک یا ڈرائیور طے شدہ سفر کے بعد مزید آگے نہ لے جانے کا اختیار رکھتے ہیں ۔اور مستاجر اسی گاڑی پر زبردستی مزید سفر کرنے کا اختیار بھی نہیں رکھے گا اور اگر گاڑی مالک یوں کہے,,جہاں تک پہنچانے کا آپ نے کہا تھا وہاں تک میں نے آپ کو پہنچا دیا ہے لہذا کرایہ دو ادھر مستاجر کہتا ہے بھائی مزید آگے جانا پڑ گیا ہے۔لہذا گاڑی نہ روکیں ورنہ آپ کو کرایہ نہیں ملے گا تو ایسا کرنا عہد شکنی، حق تلفی اور ظلم وستم اور حرام ہے۔

علامہ نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

اِسْتَاجَرَ اِبِلاً اَوْحِمَارًا لِیَحْمِلَ عَلَیْهَا الْحِنْطَةَ وَلَمْ یُبَیِّنْ مِقْدَارَ الْحِنْطَةِ وَلَا اَشَارَ اِلَیْهَا لَا یَجُوْزُ عِنْدَ الْبَعْضِ وَعِنْدَ الْبَعْضِ یَجُوْزُ وَیَنْصَرِفُ اِلَی الْمُعْتَادِ وَهٰذَا اَظْهَرُ وَعَلَیْهِ الْفَتْوٰی كَذَا فِیْ جَوَاهِرِ الْاَخْلَاطِیِّ

ایک آدمی نے اونٹ یا گدھا اس لیے کرایہ پر لیا تا کہ اس پر گندم لادے۔لیکن گندم کی مقدار بیان کی نہ اس کی طرف اشارہ کیا۔بعض کے نزدیک ایسا عقد اجارہ جائز نہیں۔اور بعض علما کرام کے نزدیک جائز ہے گندم کی مقدار معروف مروج لادے گا۔اور یہ قول ثانی زیادہ ظاہر ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔(فتاویٰ ہندیہ:۴/۴۴۰، بیروت لبنان)

شیخ الاسلام محمد بن عبداللہ تمرتاشی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

وَاِنِ اسْتَاجَرَ حِمَارًا اِلٰی بَغْدَادَ وَلَمْ یُسَمِّ حَمْلَهٗ فَحَمَّلَهُ الْمُعْتَادَ فَهَلَكَ الْحِمَارُ لَمْ یَضْمَنْ

اگر ایک آدمی نے گدھا بغداد تک سفر کرنے کے لیے کرایہ پر لیا اور اس پر جو بوجھ لادنا ہے اس کی مقدار اور نوعیت بیان نہیں کی اور رائج وزن لادا پھر گدھا ہلاک ہوگیا تو ضمان نہیں ہے۔(تنویر الابصار مع شامی، ۵/۴۲، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ مذکورہ قول کے تحت لکھتے ہیں۔

خَرَجَ غَیْرُ الْمُعْتَادِ فَیَضْمَنُ اِنْ هَلَكَ كَمَا فِی الْاَتْقَانِیِ

(جب گدھا بار برداری کے لیے اجارہ پر لیا اور حمل کی مقدار مجہول رکھی تو غیر معتاد وزن خارج ہوگا) اور اس پر مروجہ اور معروف وزن سے زائد لادا اور وہ ہلاک ہوگیا پھر تاوان ہوگا۔(فتاویٰ شامی:۵/۴۲، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

☆توکل علی اللہ،وفوض الامر الیہ،وارض بحکمہ،والجا الیہ،واعتمد علیہ،فھو حسبک وکافیک.☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مستاجرہ گاڑیوں میں ہونیوالے نقصان کا تاوان۔

کرایہ پر دی جانے والی گاڑی کی ڈرائیونگ اگر مستاجر کے ذمہ ہو اور اشتراط الضمان علی المستاجر کی شرط بھی لگائی جائے تو یہ شرط باطل ہے اور ایسا اجارہ فاسد ہے۔ متعاقدین باوجود اس کے اگر عقد اجارہ ختم نہ کریں اور مستاجر سے گاڑی کا نقصان ہو جائے تو کیا اجر اس سے تاوان وضمان لے گا؟

ایسی گاڑی میں ہونے والے نقصان وحادثہ کی وجوہ مختلف النوع ہوتی ہیں۔ ہر ایک وجہ اور اسکا جواب ذیل میں ملاحظہ کیجیے۔

۱۔ مستاجر نے جب گاڑی لی تو ڈرائیونگ کی ذمہ داری مطلق نہ رکھی گئی بلکہ اجر نے مستاجر کو کہا گاڑی تم نے خود چلانی ہے یا فلاں آدمی چلائے گا۔

۲۔ راستہ بھی مختص کیا گیا فلاں روڈ پر گاڑی چلانا اور اس کے علاوہ کسی راستہ پر نہیں چلانا۔

۳۔ شہر بھی مقرر کیا گیا کہ فلاں شہر کے علاوہ گاڑی اور کسی شہر میں نہ لے جانا۔

۴۔ سواریوں کی تعداد اور وزن کی مقدار بیان کرتے ہوئے اجارہ طے پایا۔

۵۔ ماہ، تاریخ اور یوم کا ذکر بھی کیا گیا کہ اتنے دنوں اور فلاں ماہ تک گاڑی اجارہ پر ہے اس کے بعد نہیں۔

اگر مستاجر نے مذکورہ تمام تر وجوہ کو بخوبی نبھایا، کسی بھی قسم کی تعدی نہ کی اور باوجود اس کے رینٹ کی گاڑی میں فنی خرابی پیدا ہوگئی، حادثہ سے تباہ ہوگئی یا ڈاکو اور چور لے گئے جبکہ مستاجر نے ہمہ قسمی حفاظت اور دفاع بھی کیا تو مستاجر پر کسی قسم کی چٹی اور تاوان نہیں ہوگا۔ کیونکہ رینٹ کی گاڑی مستاجر کے ہاں بطور امانت ہوتی ہے، امین اگر امانت کی نگہداشت اور حفاظت میں کوتاہی نہ کرے اور تصرف بے جا کے ارتکاب سے بھی باز رہے تو اس پر ضمان نہیں۔

کیونکہ اشیاء مستاجرہ مسئلہ ضمان اور عدم ضمان میں مستعار اشیاء کے حکم میں ہیں۔ جب عاریتی اشیاء میں تصرف بے جا کی صورت کے علاوہ میں مستعیر پر ضمان نہیں تو مستاجرہ اشیاء کے نقصان کا بھی تاوان نہیں ہوگا۔

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

مَنْ اُوْدِعَ وَدِيْعَةً فَلَاضَمَانَ عَلَيْه

جس شخص کے ہاں امانت رکھی گئی اس پر ضمان نہیں ہے۔ (سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث، ۲۴۰۱، دار المعرفۃ بیروت لبنان)

علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اِشْتِرَاطُ الضَّمَانِ عَلَى الْاَمِيْنِ بَاطِلٌ بِهٖ يُفْتٰى وَفِي الْعِمَادِيَّةِ قَالَ اَبُوْجَعْفَرٍ اَلشَّرْطُ وَغَيْرُ الشَّرْطِ سَوَاءٌ لِاَنَّ اِشْتِرَاطَ الضَّمَانِ عَلَى الْاَمِيْنِ بَاطِلٌ وَبِهٖ نَاْخُذُوَفِي جَامِعِ الْفَتَاوٰى وَلَاتُضْمَنُ الْعَارِيَّةُ وَاِنْ اُلْتُزِمَ الضَّمَانُ عِنْدَالْهَلَاكِ...وَلَوْعَيَّنَ طَرِيْقًافَسَلَكَ طَرِيْقًاآخَرَاِنْ كَانَا سَوَاءً لَايَضْمَنُ

امانت دار پرضمان کی شرط لگانا باطل ہے اور یہی قول مفتیٰ بہ ہے۔ابوجعفر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔امین پرشرط اورعدم شرط کی قید یکساں ہے۔کیونکہ امین پرضمان کی شرط باطل ہے اورہم اسی پرفتویٰ دیتے ہیں۔اورجامع الفتاویٰ میں ہے عاریتی اشیاء کا تاوان نہیں دیا جاتا۔اگرچہ اس کی ہلاکت کے وقت ضمان کا التزام کیا گیا ہو۔اگرمعیر اورمستعیر نے راستہ کی تعیین کرلی پھرمستعیر ایسے راستے پرسواری کو لے گیا جواس راستہ کی طرح تھا تو وہ ضامن نہیں ہوگا۔ (تنقیح الحامدیہ:۸۶/۲،مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

نیز موصوف سے ایک شخص کے متعلق سوال کیا گیا کہ:

اِسْتَعَارَمِنْ آخَرَدَابَّةً لِيَرْكَبَهَااِلٰى مَكَانٍ مَعْلُوْمٍ فَرَكِبَهَاوَقَبْلَ وُصُوْلِهٖ اِلَى الْمَكَانِ صَادَفَهٗ مُتَغَلِّبٌ وَاَخَذَهَامِنْهُ بِالْقَهْرِوَالْغَلَبَةِ وَلَمْ يُمْكِنْ مَنْعُهٗ بِوَجْهٍ وَخَافَ مِنْ ضَرَرِهٖ فَهَلْ لَاضَمَانَ عَلَى الْمُسْتَعِيْرِ؟،،(الجوب)نَعَمْ؛لِاَنَّ الْعَارِيَّةَاَمَانَةٌ كَمَاتَقَدَّمَ وَالْمُسْتَعِيْرَ اَمِيْنٌ وَالْاَمِيْنُ اِنَّمَايَضْمَنُ بِتَرْكِ الْحِفْظِ اِذَاتَرَكَ بِغَيْرِعُذْرٍ كَمَا فِي الْعِمَادِيَّةِ

ایک آدمی نے مکان/مقام معلوم تک سفر کرنے کے لیے کسی سے جانور عاریۃً لیا اوراس مکان/مقام تک پہنچنے سے قبل اس کی ایک ایسے آدمی سے ملاقات ہوئی جس نے اس سے قہروغلبہ سے چوپایہ چھین لیا اوروہ کسی بھی وجہ سے رکاوٹ پرقادر نہیں۔بلکہ راہزن سے مزید نقصان کا اندیشہ ہے کیا ایسی صورت میں مستعیر پرضمان نہیں؟۔

جواب دیتے ہیں!ہاں ضمان نہیں ہے۔کیونکہ عاریت امانت ہے اورمستعیر امین ہے۔امین پرتاوان اس وقت ہوتا ہے جب وہ حفاظت نہ کرے اورترک حفاظت بھی بغیرعذر کے ہو۔(ایضاً)

علامہ مرغینانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

وَيَجُوْزُاِسْتِئْجَارُالدَّوَابِّ لِلرُّكُوْبِ وَالْحَمْلِ لِاَنَّهٗ مَنْفَعَةٌ مَعْلُوْمَةٌمَعْهُوْدَةٌ فَاِنْ اَطْلَقَ الرُّكُوْبَ جَازَ لَهٗ اَنْ يُرْكِبَ مَنْ شَاءَ عَمَلًابِالْاِطْلَاقِ وَلٰكِنْ اِذَا رَكِبَ بِنَفْسِهٖ اَوْ اَرْكَبَ وَاحِدًا لَيْسَ لَهٗ اَنْ يُرْكِبَ غَيْرَهٗ لِاَنَّهٗ تَعَيَّنَ مُرَادًا مِنَ الْاَصْلِ وَالنَّاسُ يَتَفَاوَتُوْنَ فِي الرُّكُوْبِ فَصَارَ كَاَنَّهٗ نَصَّ عَلٰى رُكُوْبِهٖ ... وَاِنْ قَالَ عَلٰى اَنْ يَرْكَبَهَافُلَانٌ ... فَاَرْكَبَهَا غَيْرَهٗ ...فَعَطِبَ كَانَ ضَامِنًا لِاَنَّ النَّاسَ يَتَفَاوَتُوْنَ فِي الرُّكُوْبِ ...وَكَذٰلِكَ كُلُّ

☆کرر"لاحول ولاقوۃ الاباللہ،،فانها تشرح البال،وتصلح الحال ،ویحمل بها الاثقال ،وترضی ذا الجلال .☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مَایَخْتَلِفُ بِاخْتِلَافِ الْمُسْتَعْمِلِ لِمَا ذَکَرْنَا .....الخ

چوپایوں کوسوار ہونے کے لیے اوران پر بوجھ لادنے کے لیے کرایہ پر لینا جائز ہے۔کیونکہ یہ منفعت معلومہ معہودہ ہے۔اوراگر اجر نے سوار ہونے کو مطلق رکھا،متعین نہ کیا،تو مستاجر کے لیے اطلاق پرعمل کرتے ہوئے جائز ہے جسے چاہے سوار کرے۔لیکن ایک بار جب وہ خود سوار ہوگیا یا کسی دوسرے کوسوار کیا تو اب کسی اور کے سوار کرنے کا اختیار نہیں رکھے گا۔کیونکہ اس نے اصل مراد کو متعین کردیا۔اورلوگ سواری کرنے میں برابر نہیں ہوتے تو گویا کہ اس نے اس (خاص آدمی) کے سوار ہونے پر تصریح کردی۔ہاں اگر یہ کہا کہ اس شرط پر''فلاں سوار ہوگا''پھراس نے اس کے علاوہ کوسوار کیا اوروہ چوپایہ ہلاک ہوگیا تو اس پر چٹی ہوگی۔کیونکہ لوگ سواری کرنے میں متفاوت ہوتے ہیں تو تعیین صحیح ہوئی۔ علی ہذاالقیاس جوبھی چیز استعمال کنندہ کے استعمال سے مختلف ہوتی ہے(متعین آدمی اورتعیین کے بعد اگر کوئی اوراستعمال کریگا اورمستاجرہ چیز ضائع ہوجائے یا اسے نقصان پہنچے تو مستاجر تاوان دیگا) (ہدایہ:۳/۳۰۱،مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

البتہ اگر مستاجر نے مذکورہ بالا وجوہ(یعنی مستاجر نے جب گاڑی لی تو ڈرائیونگ کی ذمہ داری مطلق نہ رکھی گئی بلکہ اجر نے مستاجر کو کہا گاڑی تم نے خود چلانی ہے یا فلاں آدمی چلائے گا۔راستہ بھی مختص کیا گیا کہ فلاں روڈ پر گاڑی چلانا اور کسی راستہ پر نہیں۔شہر بھی مقرر کیا گیا کہ فلاں شہر کے علاوہ گاڑی اور کسی شہر میں نہ لے جانا۔سواریوں کی تعداد اوروزن کی مقدار بھی بیان کرتے ہوئے اجارہ طے پایا۔ماہ تاریخ اوریوم کا ذکر بھی کیا گیا کہ اتنے دنوں اورفلاں ماہ تک گاڑی اجارہ پر ہے اس کے بعد نہیں)کے مطابق گاڑی استعمال نہ کی اور ہرقسمی تعدی کی تو پھراس پر گاڑی میں ہونے والے نقصان بلکہ حادثہ کی صورت میں تباہ ہونے والی گاڑی کا تاوان ہوگا۔جب ڈرائیونگ کے لیے خود مستاجر اجر کی رائے سے مختص کیا گیا یا کوئی اور ماہر آدمی مقرر کیا گیا تو پھر کسی اور آدمی نے گاڑی اگر چلائی اوراس کے چلانے سے نقصان واقع ہوگیا تو مستاجر پر چٹی ہوگی۔

کیونکہ گاڑیاں چلانے کے سلسلہ میں تمام لوگوں کی مہارت یکساں نہیں ہوتی۔بلکہ بہت فرق ہوتا ہے۔ایک ڈرائیور تیز رفتار گاڑی کو قابو رکھنے کا،گاڑی میں فنی خرابی بروقت جاننے کا اور رات کو رش کی صورت میں گاڑی چلانے کا خاصہ تجربہ کار ہوتا ہے۔اوردوسرے کو اس سے نسبت تباین ہوتی ہے مثلاً ریڈیٹر کے کام چھوڑنے پر گاڑی لگاتار چلانے سے انجن فیل کر بیٹھتا ہے یا پھر ٹائر پھٹنے پر گاڑی نہ روکنے سے رموں کو ناقص کردیتا ہے ایسے گاڑی بہت تیز دوڑانے سے قابو نہ رکھنے سے درخت یا دیوار سے ٹکرادیتا ہے۔غرضیکہ ہرآدمی کی ڈرائیونگ میں فرق نیم روز کی طرح جب واضح ہے تو غیر مختص

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ڈرائیور سے گاڑی میں ہونے والے نقصان کی مستاجر پر چٹی ہوگی۔ ایسے ہی اگر کسی دوسرے روڈ پر گاڑی لے گیا اور گاڑی میں نقصان ہوگیا تو مستاجر پر تاوان ہوگا۔ کیونکہ راستوں میں بھی فرق ہوتا ہے ایک راستہ تو بالکل برابر ہوتا ہے ایک آدھ انچ کا نشیب وفراز بھی نہیں ہوتا، اس قدر وسیع ہوتا ہے کہ درجنوں گاڑیاں بآسانی گذر سکتی ہیں، راستہ کے کناروں پر جنگلے اور خاردار تاروں نیز قریب قریب پولیس کی چوکیاں نصب ہوتی ہیں جنکی وجہ سے مسافر اور گاڑیاں اندرونی، بیرونی خطرات سے محفوظ رہتی ہیں۔

نیز روڈ ایسا بھی ہوتا ہے کہ فٹوں کے لحاظ سے اس میں گہرے گڑھے، جگہ جگہ شگاف، کوئی فرسخ شکستہ پُلی سے خالی نہیں ہوتا ہے۔ راستہ تنگ ہونے کی بناپر ہروقت رش رہتا ہے۔ حفاظتی انتظامات ناپید، سیکڑوں میلوں تک روڈ کی دونوں طرف ایسا جنگل جہاں راہزنوں نے ڈیرے ڈالے ہوئے ہوں بجائے رات کے، دن کو مسافروں سے گاڑیاں چھیننا ان کے لیے مشکل نہ ہو۔ جب ایسے راستے پر سفر کرنے سے موجر نے روکا بھی ہو باوجود اس کے اگر اجر ایسے روڈ پر گاڑی سفر کرنے پر لے گیا اور اس سے نقصان ہوگیا تو کرایہ دار پر تاوان ہوگا۔ کیونکہ ایسے راستہ پر گاڑی لے جانا کئی وجوہ کی بناپر تعدی ہے۔ نیز اگر سواریوں کی تعداد یا وزن کی مقدار زیادہ کرلی حالانکہ موجر سے ایک خاص تعداد اور مقدار پر عقد اجارہ ہوا تھا اور وزن زیادہ لادنے کی وجہ سے گاڑی الٹ گئی، اسکا حصہ خمیدہ ہوگیا، رِم خمدار ہوگئے، ٹائر پھٹ گئے، وزن زیادہ لادنے کی وجہ سے گاڑی کا زور زیادہ لگایا جس کی بناپر گاڑی گرم ہوگئی اور اسے آگ لگ گئی یا انجن فیل ہوگیا۔ یا مدت اجارہ کی تکمیل کے باوجود گاڑی استعمال میں رکھی یا پھر شہر مختص سے گاڑی دور لے گیا۔ تو ان وجوہات کی بناپر گاڑی کے ہر قسمی نقصان کا مستاجر ذمہ دار ہوگا۔

علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

اَنَّ فِی کُلِّ مَوْضِعٍ یَضْمَنُ فِی الْاِعَارَۃِ یَضْمَنُ فِی الْاِجَارَۃِ

ہر ایسا مقام جہاں اعارہ میں ضمان ہے وہاں اجارہ میں بھی ضمان ہے۔ (تنقیح الحامدیہ ۲/۱۴۹: مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

(امانت موقت بوقت، وقت گذرنے کے بعد اگر امین کے پاس رہے تو نقصان کی صورت میں وہ ضامن ہوگا)

موصوف ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں اور سوال یہ ہے ,,زید نے عمرو سے عاریۃً گھوڑا لیا تاکہ چار دن کے لیے ایک مخصوص گاؤں تک اس پر سفر کرلے زید مذکورہ آبادی تک گھوڑے پر سوار ہوکر پہنچا تو اس گاؤں سے مزید دور والے گاؤں میں چلا گیا اور بجائے چار روز کے ایک ماہ غائب رہا پھر یہ کہتا ہوا واپس لوٹا ,,ایام مذکورہ گذرنے کے بعد دوسرے گاؤں میں گھوڑا ہلاک ہوگیا،، کیا مذکورہ سوال کے مطابق زید گھوڑے کی قیمت کا ضامن ہوگا یا نہیں؟

جواب لکھتے ہیں۔

☆اقنع بصورتک وموھبتک ودخلک واھلک وبیتک تجد الراحۃ والسعادۃ.☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حَيْثُ كَانَتْ عَارِيَةُ الْحِصَانِ الْمَذْكُوْرَةِ مُوَقَّتَةً بِوَقْتٍ وَمُقَيَّدَةً بِمَكَانٍ مُعَيَّنٍ فَاَمْسَكَهٗ بَعْدَ الْوَقْتِ وَتَجَاوَزَبِهِ الْمَكَانَ الْمُعَيَّنَ يَضْمَنُ قِيْمَةَ الْحِصَانِ لِصَاحِبِهٖ قَالَ فِي الْعِمَادِيَّةِ ...وَفِي فَتَاوٰى الْقَاضِيْ ظَهِيْرِ الدِّيْنِ اِذَاكَانَتْ الْعَارِيَّةُ مُوَقَّتَةً بِوَقْتٍ فَاَمْسَكَهَابَعْدَ الْوَقْتِ فَهُوَضَامِنٌ وَيَسْتَوِيْ فِيْهِ اَنْ تَكُوْنَ الْعَارِيَّةُ مُوَقَّتَةً نَصًّااَوْدَلَالَةً حَتّٰى اَنَّ مَنْ اسْتَعَارَقَدُوْمًا لِيَكْسِرَالْحَطَبَ فَكَسَرَهٗ وَاَمْسَكَ حَتّٰى هَلَكَ يَضْمَنُ

جب مذکورہ گھوڑا ایک خاص وقت (چار دن کے لیے) اور معین جگہ (گاؤں تک لے جانے) کے لیے عاریۃً تھا تو اسے زید نے وقت (معین گذرنے کے بعد مزید) اپنے پاس روکے رکھا اور مکان معین سے بھی اسے ساتھ لے کر آگے گزر گیا تو گھوڑے کے مالک کو اس کی قیمت۔ (بطور ضمان دے گا اور فتاویٰ قاضی ظہیر الدین میں ہے (مستعار اشیاء) کا جب وقت مقرر کیا گیا ہو اور وقت گزرنے پر مستعیر معیر کو اشیاء واپس نہ کرے تو وہ ضامن ہوگا خواہ عاریت نصاً موقت ہو یا دلالۃً۔ حتیٰ کہ اگر کسی آدمی نے کلہاڑہ لکڑی توڑنے/کاٹنے کے لئے عاریۃً لیا اور لکڑی توڑنے کے بعد اسے اپنے پاس رکھا پھر وہ ہلاک (ٹوٹ) گیا تو مستعیر ضامن ہوگا۔ (تنقیح الحامدیہ: ۱۴۹/۲، ۸۷، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

مزید لکھتے ہیں:

وَلَوْعَيَّنَ طَرِيْقًا فَسَلَكَ طَرِيْقًا آخَرَاِنْ كَانَا سَوَاءً لَايَضْمَنُ وَاِنْ كَانَ اَبْعَدَاَوْ غَيْرَمَسْلُوْكٍ ضَمِنَ وَكَذَااِذَاتَفَاوَتَافِي الْاَمْنِ...بَزَّازِيَّةٌ مِنَ الرَّابِعِ مِنَ الْعَارِيَةِ اَلْعَارِيَةُ لَوْ مُوَقَّتَةً فَاَمْسَكَهَا بَعْدَالْوَقْتِ مَعَ اِمْكَانِ الرَّدِّ ضَمِنَ وَاِنْ لَمْ يَسْتَعْمِلْهَابَعْدَ الْوَقْتِ هُوَ الْمُخْتَارُ...(سُئِلَ)فِي الْمُسْتَاجِرِاِذَاسَاقَ الدَّابَةَ سَوْقًاشَدِيْدًا غَيْرَمُعْتَادٍ وَعَنَّفَ فِي السَّيْرِ حَتّٰى هَلَكَتْ بِغَيْرِ اِذْنِ صَاحِبِهَا وَلَا وَجْهِ شَرْعِيٍّ فَهَلْ يَضْمَنُ قِيْمَتَهَا؟(الجواب):نَعَمْ قَالَ فِي الْفَتَاوٰى الْعَتَّابِيَّةِ فَاِنْ عَنَّفَ فِي السَّيْرِ ضَمِنَ اِجْمَاعًاوَمِثْلُهٗ فِي التتارخانيه والعماديه وفتاوى مؤيدزاده

اگر کوئی شخص چوپایہ عاریۃً لے گیا اور اسے ایسے راستے پر لے کر چلا جو طے شدہ کے علاوہ ہے۔ اب اگر دونوں راستے برابر ہیں تو مستعیر پر ضمان نہیں۔ ہاں اگر ایسے راستے پر چوپایہ کو لے کر چلا جو قابل سفر نہیں (بجز تکلیف کے) تو پھر اس پر تاوان ہوگا۔ نیز اگر دونوں راستوں کے امن میں فرق ہو (جس راستہ کی بات ہوئی تھی وہ پُرامن تھا اور وہ جس راستہ پر لے گیا ہے وہ غیر محفوظ ہے تو اب بھی اس پر تاوان ہوگا) نیز عاریۃً لیے ہوئے چوپایہ کی واپسی کا وقت اگر مقرر تھا مستعیر نے باوجود واپس کرنے کے امکان کے اسے اپنے پاس رکھا اگرچہ استعمال نہ کیا تو پھر بھی اس پر تاوان ہوگا۔

☆اعلم ان مع العسر يسرا،وان الفرج مع الكرب،وانه لايدوم الحال وان الايام دول.☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نیز علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک سوال کیا گیا۔(اولاً سوال ملاحظہ کیجئے بعدازاں جواب:)
ایک آدمی نے چوپایہ کرایہ پرلیااور جب اس پرسوار ہوا(یاوزن لادا)تواس نے بہت ہی سختی سے تیز دوڑایاحتیٰ کہ دوڑانے کی حدمروجہ سے تجاوز کرگیااوراس کے مالک نے اجازت بھی نہ دی تھی اوراسی وجہ سے جانور ہلاک ہوگیاتو کیااس پرتاوان ہوگا؟
جواب لکھتے ہیں ہاں اس پرضمان ہے۔بشرطیکہ اس نے چوپایہ چلانے میں دُرشتی کی ہواور یہ حکم اجماعی ہے۔(تنقیح الحامدیہ:۱۴۶/۲، ۸۷، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

اجارہ فاسد کا حکم۔

عقدِ اجارہ جب کسی بھی شرط کے تحت فاسد ہوتواس کوختم کرنالازم ہے۔کیونکہ یہ معصیت ہے۔اگر متعاقدین اس پراصرارکریں توپھرقاضی حق شرع کی وجہ سے جبراً ختم کرائے۔البتہ مستاجرمنافع حاصل کرلےتواجرت مثلی دے گا۔

علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

وَالاِجَارَۃُ وَالْبَیْعُ اَخَوَانِ..... اجارہ اوربیع (بھائی) ایک جیسے ہیں۔(تنقیح الحامدیہ:۱۵۳/۲، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

جب اجارہ اوربیع ایک مثل ہیں اوربعض ائمہ کرام کے نزدیک اجارہ بیع کی ایک قسم ہے۔توبیع فاسد کا جوحکم ہےاجارہِ فاسد کاؤ ہی ہونا چاہیے۔

علامہ علاءالدین حصکفی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں بیع فاسد کے متعلق لکھتے ہیں:

یَجِبُ عَلَی کُلٍّ وَاحِدٍمِنْھُمَااَیْ مِنَ الْبَائِعِ وَالْمُشْتَرِیْ فَسْخُہٗ قَبْلَ الْقَبْضِ اَوْبَعْدَہٗ مَادَامَ فِی یَدِالْمُشْتَرِیْ اِعْدَاماًلِلْفَسَادِ لِاَنَّہٗ مَعْصِیَۃٌ فَیَجِبُ رَفْعُھُابحروَاِذَااَصَرَّاَحَدھُمَاعَلَی اِمْسَاکِہٖ وَعَلِمَ بِہِ الْقَاضِی فَلَہٗ فَسْخُہٗ جَبْراًعَلَیْھِمَاحَقًّالِلشَّرْعِ

بیع فاسد کوبائع ومشتری میں سے ہرایک پرفسخ کرناواجب ہے چاہےمبیع پرقبضہ سے پہلے ہویابعد،جب تک مبیع اپنے حال پرقائم ہےاوریہ فسخ فسادکوختم کرنے کے لیے ہے۔کیونکہ یہ معصیت ہے۔لہذااس کارفع واجب ہے،یہی وجہ ہے کہ اس میں قضاءقاضی کی شرط بھی نہیں اوراگروہ اس بیع فاسد کے برقرار رکھنے پراصرارکریں اورقاضی کوخبرہوجائےتووہ حق شرع کے لیےان دونوں یعنی بائع ومشتری پرجبرکرکے فسخ کراسکتاہے بزازیہ۔(درمختارمع شامی،۱۱۴/۴، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)۔

متعاقدین میں سے کوئی ایک اگرتکمیلِ مدّتِ اِجارہ سے قبل فوت جائے؟۔

طویل المیعاد اجارہ پرحاصل شدہ گاڑیوں کے مالک بعض اوقات مدت اجارہ ختم ہونے سے پہلے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

فوت ہوجاتے ہیں۔یا پھر مستاجر تکمیل مدت اجارہ سے پہلے مرجائے تو دونوں صورتوں سے اجارہ فسخ ہوجائے گا اوراس کے بعد متعاقدین میں سے کسی ایک کا رینٹ... پر حاصل شدہ گاڑی کو استعمال کرنا نادرست ہوگا۔

البتہ اگر مستاجر کسی ایسی جگہ پر ہے جہاں اسے فوراً گاڑی واپس کرنا نقصان دہ ہے تو اس کے لیے بقدرضرورت اجر کی وفات کے بعد بھی گاڑی استعمال کرنا جائز ہے...اجر کی وفات کے بعد اس کا طے شدہ ,,عقد اجارہ،، تو فسخ ہوجاتا ہے۔لیکن اس کے سب ورثا متفقہ طور اپنے متوفی کی تکفین،تجہیز،تدفین،ادائیگی مہر ودین اور وصیت پر عمل کرنے کے بعد اس کی کرایہ پر دی ہوئی گاڑی اگر عقد جدید کے ساتھ اسی مستاجر کو دے دیں تو کوئی ممانعت اور عدم جواز نہیں بلکہ ارفق بالناس ہے۔

اسی طرح اگر مستاجر فوت ہوجائے تو قدیمی عقد اجارہ اس کی مرگ کے ساتھ ہی فسخ ہوجائیگا۔البتہ اس کے ورثا اور اعزا،اقربا کو اگر فسخ اجارہ کی ذیل میں مستاجرہ گاڑیاں موجر کو واپس کرنے میں بہت دِقت اور ادارہ چلانے میں مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا تو وہ بھی نئے سرے سے اجر سے معاملہ کرسکتے ہیں۔

علامہ مرغینانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

وَاِذَامَاتَ اَحَدُالْمُتَعَاقِدَيْنِ وَقَدْ عَقَدَالْاِجَارَةَلِنَفْسِهِ اِنْفَسَخَتْ لِاَنَّهُ لَوْبَقِىَ تَصِيْرُالْمَنْفَعَةُالْمَمْلُوْكَةُ بِهِ اَوِالْاُجْرَةُ الْمَمْلُوْكَةُ لِغَيْرِالْعَاقِدِمُسْتَحَقَّةً بِالْعَقْدِ

متعاقدین میں سے کوئی ایک اگر فوت ہوجائے اوراس نے عقد اجارہ بھی اپنی ذات کے لیے کیا ہو تو اجارہ فسخ ہوجائے گا۔کیونکہ اگر عقد باقی رہے تو اسکی منفعۃ مملوکہ یا اجرت مملوکہ غیر عاقد کے لیے ثابت ہوگی۔

(ہدایہ:۳/۳۱۷،مکتبہ رحمانیہ لاہور)

علامہ ابن نجیم مصری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

وَاِذَا مَاتَ اَحَدُهُمَاوَفِى الْاَرْضِ زَرْعٌ يُتْرَكُ اِلَى الْحَصَادِ...لِاَنَّهَا كَمَاتَفْسَخُ بِالْاَعْذَارِتَبْقَى بِالْاَعْذَارِ

متعاقدین میں سے کوئی ایک اگر فوت ہوجائے اور زمین میں ہنوز (کچی) کھیتی موجود ہے تو (اس اجارہ کو فصل کی) کٹائی تک قائم رکھا جائے گا۔کیونکہ اجارہ جس طرح عذر کی بنا پر فسخ کیا جاتا ہے۔اسی طرح عذر کی بنا پر باقی بھی رہتا ہے۔ (بحرالرائق ۸/۶۴:مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

☆افرح باختیار الله لک،فانک لاتدری بالمصلحة،فقد تکون الشدة خیرالک من الرخاء.☆

© rasailojaraid.com